منحرف فلسطینی عرب حسن عودہ کے ارتداد کی حقیقت

مولوی منظور چنیوٹی کا کھلم کھلا جھوٹ اور جماعت کی

صداقت کا شاندار نشان

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍ دسمبر ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

کچھ عرصہ پہلے یہاں انگلستان میں ایک فلسطینی عرب نے جماعت احمدیہ سے اپنی علیحدگی کا اعلان کیا۔ ان کا نام حسن عودہ ہے اور اس کے بعد ان کے متعلق بڑی مضحکہ خیز خبریں اخبارات میں شائع ہونی شروع ہوئیں لیکن میں نے اس معاملے کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور اس لائق نہ جانا کہ ان کے ارتداد کو اپنے خطبے کا موضوع بناؤں لیکن کچھ عرصہ پہلے ہی ایک چنیوٹی مولوی صاحب نے ان کے اس ارتداد کو اچھالتے ہوئے اخبارات میں ایک بیان جاری کیا اور اس بیان میں یہ دعویٰ کیا کہ حسن عودہ کا ارتداد مرزا طاہر احمد سے میرے مباہلہ کی کامیابی کا پہلا نشان ہے اور چونکہ انہوں نے اس کو مباہلہ کی کامیابی کا نشان بنایا اور نشان بتایا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس سارے موضوع کو آج اچھی طرح کھنگال کے جماعت احمدیہ کے سامنے پیش کروں کیونکہ اس کے ساتھ ہی پاکستان سے بعض خطوط بھی موصول ہونے شروع ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے وہاں اس بات کی بہت تشہیر کی گئی اور ایک تصویر بھی شائع کی گئی جس میں حسن عودہ صاحب نے دو مولویوں کے کندھے پر ہاتھ

رکھا ہوا ہے اور جیسا وہ تصور میں آتا ہے ناں کہ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کے مسیح نازل ہوگا اس طرح گویا ان کا مسیح نازل ہو رہا ہے۔ ایک طرف منظور چنیوٹی صاحب کے کندھے پر ہاتھ ہے اور ایک طرف ایک اور اسی قسم کے مولوی صاحب کے کندھے پر ان کا ہاتھ ہے۔ بہر حال یہ تو ایک ضمنی بات ہے۔

پہلے تو میں ان کا پس منظر آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور یہ پس منظر ان دعاوی کی روشنی میں سُننا چاہئے جو یہاں اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ یہاں یہ دعویٰ کیا گیا کہ حسن عودہ میرا دست راست تھا Right hand man اور یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہ میرا پرائیویٹ سیکرٹری تھا۔ کبھی بھی یہ صاحب میرے پرائیویٹ سیکرٹری نہیں رہے اور ساری جماعت جانتی ہے اس لئے اس قسم کے جھوٹ کے اعلان اور تشہیر سے جماعت احمدیہ کے ایمان کو مزید تقویت ملتی ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ سب لغو اور جھوٹے پروپیگنڈے ہیں ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔

دست راست ہونے اور سب سے اہم معتمد ہونے کا جہاں تک تعلق ہے ان کا جو پس منظر میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، اس پر آپ غور کریں تو اس سے آپ کو ان کی حیثیت کا اندازہ ہو جائے گا اور یہ جو باتیں میں آپ کے سامنے بیان کروں گا ان کا تحریری ریکارڈ مکمل، جس میں بہت سے ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اعترافات شامل ہیں، ہمارے ریکارڈ میں موجود ہیں۔

کبابیر سے ۱۹۸۵ء میں اس وقت کے مبلغ شریف احمد صاحب امینی نے سب سے پہلے ان کا نام اس سفارش کے ساتھ بھجوایا کہ ان سے انگلستان بلوا کر سلسلے کا کوئی کام لیا جائے اور وجہ یہ بیان کی کہ یہاں یہ ہمارے قابو کے نہیں۔ بد اخلاقی کرتے ہیں اور اعتراض کی بہت عادت ہے لیکن چونکہ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو مخلص ہے اور عربی دان بھی ہیں اور اُردو کا بھی کچھ ملکہ رکھتے ہیں اس لئے وہاں یہ سلسلے کے لٹریچر کی اشاعت میں اور عربی خط و کتابت میں کام آسکتے ہیں اور انہوں نے یہ حسن ظنی ظاہر کی کہ گویا یہاں آکر یہ سنبھل جائیں گے اور اپنی بد عادات سے باز آجائیں گے۔ جنوری ۱۹۸۶ء میں ان کو عربک ڈیسک کا انچارج مقرر کیا گیا جو باقاعدہ تبشیر کے تابع مختلف ڈیسکوں میں سے ایک ڈیسک ہے۔ چند ماہ کے اندر ہی ان کے مزاج کی کجی کئی رنگ میں ظاہر ہونا شروع ہوئی۔ سب سے پہلے انہوں نے ایک شخص کے متعلق سفارش کی کہ یہ غزہ کے ایک مخلص احمدی ہیں اور

بہت ہی قابل اور رسالوں کے مدیر رہے ہیں زبان پر بڑا عبور ہے، صاحب علم وفضل انسان ہیں ان کی خواہش ہے کہ یہ اپنی زندگی سلسلے کی خدمت میں پیش کریں اور میں پُر زور سفارش کرتا ہوں کہ ان کو یہاں بُلوا لیا جائے اور اگر کوئی عربی رسالہ شائع کرنا مقصود ہو تو یہ اس کے لئے بہترین مدیر ثابت ہوں گے۔ چونکہ مجھ پر یہ تأثر دیا گیا کہ یہ کبابیر فلسطین سے خبریں منگوار ہے ہیں اور جو بھی باتیں بیان کر رہے ہیں وہ وہاں کی جماعت کے علم میں ہیں، میں نے ان کی بات کو قبول کر لیا کیونکہ اس سے پہلے ان کے جھوٹ کا اور کجی کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ جب وہ یہاں تشریف لے آئے، غزہ کے یہ دوست تو تھوڑی دیر بعد ہی فلسطین کی جماعت کی طرف سے ایک بہت زور کا احتجاج موصول ہوا اور اُنہوں نے کہا کہ آپ نے ایک ایسے شخص کو جماعت احمدیہ کی کچھ خدمت سپرد کی ہے جس کا جماعت احمدیہ سے تعلق ہی کوئی نہیں۔ یہ وہ صاحب ہیں، ان کے بیان کے مطابق جنہوں نے حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب کے زمانے میں احمدی ہونے کا فیصلہ کیا اور اس کے متعلق کوئی اعلان نہیں کیا لیکن احمدی ہوتے ہی انہوں نے جماعت کبابیر سے مالی مطالبات شروع کر دیئے۔ جب وہ مطالبات رد کر دیئے گئے تو انہوں نے باقاعدہ جماعت سے علیحدگی کا اعلان کیا اور عدالت میں حاضر ہو کر یہ بیان دیا کہ میرا جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس اعلان کو وہاں ایک اخبار میں شائع کروایا اور ان کے معاملے میں خود حسن عودہ صاحب کے والد بھی وہاں گئے اور تحقیق کے بعد ساری جماعت کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس شخص کا جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں باوجود علم کے عودہ نے یہ ایک جھوٹا تصوّر پیش کیا کہ ایک نہایت ہی مخلص احمدی جو خدمت کے لئے آمادہ اور تیار اور خواہشمند ہے، اس کو یہاں بلوا لینا چاہئے۔ بہر حال اسی وقت ان کو فارغ کر کے واپس بھجوا دیا گیا۔ یہ واقعہ جون ۱۹۸۶ء کا ہے یعنی آنے کے چند ماہ بعد ۶ مہینے کے اندر اندر اور جب میں نے عودہ صاحب کو بُلا کر یہ سرزنش کی کہ آپ نے اتنا واضح جھوٹ بولا، ایسا دھوکے سے کام لیا، آپ کیسی سلسلے کی خدمت کریں گے؟ تو اس پر پہلے تو صاف انکار کر دیا کہ میرے تو علم میں ہی نہیں تھا۔ یہ مجھ پر جھوٹا الزام ہے کہ مجھے علم تھا کہ یہ شخص مرتد ہو چکا ہے۔ جب جماعت کبابیر کے پیش کردہ حقائق سامنے پیش کئے تو ۱۱/دسمبر ۱۹۸۶ء اور پھر ۱۲/دسمبر ۱۹۸۶ء کو تحریری طور پر اپنی غلطی کا اقرار کیا اور یہ بھی لکھا کہ میرے والد صاحب کو بھی اس کے ارتداد کا علم تھا اس لئے مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اور معاف کر دیا جائے۔

یہ ہیں معتمد صاحب جوان لوگوں کے نزدیک میرے دست راست کہلاتے ہیں۔فوری طور پر ان کی فراغت کا فیصلہ کر کے ان کو واپس بھجوانے کا حکم دیا گیا۔اس پر انہوں نے نہایت عاجزانہ معافی مانگی اور ایک نہایت مخلص عرب دوست کو اپنا سفارشی بنایا اور انہوں نے ایک بہت ہی پُر زور سفارش کا خط لکھا اور کہا کہ یہ عدم تربیت یافتہ ہے غلطی ہوگئی، معاف کر دیں، آئندہ سے کبھی اس قسم کی بیہودہ حرکت نہیں کرے گا۔ چنانچہ میں نے ان کے اصرار پر اور کچھ اس لئے کہ ان کے والدین کی میرے دل میں بہت عزت تھی اور ہے وہ دیر سے سلسلے سے بڑے اخلاص سے وابستہ ہیں مَیں نے اس لئے اس کو معاف کر دیا اور دوبارہ جماعت کی خدمت پر مامور کر دیا۔

ان کے سپرد کام یہ تھا کہ عربوں سے خط وکتابت کریں اور بعض مضامین کے تراجم کریں۔ عربوں کی ہماری تین بڑی جماعتیں ہیں۔ایک شام میں، ایک فلسطین میں اور ایک مصر میں۔اس کے علاوہ خدا کے فضل سے دوسرے ممالک میں بھی عرب موجود ہیں لیکن کثرت سے نہیں۔ یہاں بھی بہت زیادہ بڑی تعداد میں جماعتیں تو نہیں لیکن فلسطین میں مثلاً بہت بڑی ایک جماعت ہے۔ سارے کا سارا گاؤں خدا کے فضل سے احمدی ہے تو یہ تین بڑی جماعتیں ہیں جن سے خصوصیت کے ساتھ خط وکتابت کا کام ان کے سپرد تھا لیکن سب سے پہلے شام سے ہمیں اطلاع ملی کہ یہ صاحب ہم سے خط وکتابت کے اہل نہیں ہیں اور بعض ایسی باتیں لکھتے ہیں جو قابلِ اعتراض ہیں۔اس لئے مہربانی فرما کر ان کو حکم دیا جائے کہ آئندہ آپ کے درمیان ہمارے ساتھ واسطہ نہ بنیں۔ چنانچہ ان کو ۱۹۸۶ء میں ہی ۲۵/مئی ۱۹۸۶ء کو تحریری حکم کے ذریعہ روک دیا گیا۔ بعدازاں فلسطین کی جماعت کی طرف سے بھی ایسے ہی شدید احتجاجی خطوط موصول ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ ان سے اور کام لے لیں لیکن اپنے درمیان اور ہمارے درمیان ان کو تحریر کا رابطہ نہ بنائیں کیونکہ آپ کے نام کا پیڈ استعمال کرتے ہیں اور غلط باتیں لکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے تحقیق کروائی تو دفتر سے بغیر اجازت کے میرا لیٹر پیڈ اُٹھا کر لے گئے تھے اور اس پر انہوں نے خط وکتابت شروع کی ہوئی تھی۔ وہاں سے اس کی فوٹو کا پیز ہمیں ملیں۔ چنانچہ ان کو تحریراً ۱۳/جون ۱۹۸۶ء کو حکم دیا گیا کہ آئندہ آپ نے فلسطین سے بھی کوئی خط وکتابت نہیں کرنی۔ ہاں اس حکم کے باوجود انہوں نے کہیں کہیں بعض لوگوں کے ساتھ جماعت کی نمائندگی میں خط وکتابت جاری رکھی۔ جماعت چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت

بیدار مغز ہے اور کسی بات کو وہ چھپا نہیں رہنے دیتی اس لئے ہمیں اطلاعیں ملیں کہ یہ ابھی بھی بعض لوگوں سے خط وکتابت کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو جماعت کا نمائندہ ظاہر کر کے خط وکتابت کرتے ہیں۔ چنانچہ وکیل التبشیر نے پھر ۲۰/اکتوبر ۱۹۸۶ء کو اس بات کا سختی سے نوٹس لیا اور ان کو حکم دیا کہ آئندہ آپ نے ہرگز فلسطین کے احمدیوں سے جماعت کی نمائندگی میں کوئی خط وکتابت نہیں کرنی۔ پھر ۱۹۸۶ء میں ہی ان کی بعض اور بدعادات ظاہر ہوئیں جن میں سے کچھ تو مالی معاملات سے تعلق رکھتی ہیں اور تبشیر کو ۱۹/اپریل ۱۹۸۶ء اور ۲۱/اکتوبر ۱۹۸۶ء کو تحریراً ان کو نوٹس دینے پڑے اور مجھے بھی ان کو سمجھانا پڑا کہ آئندہ اگر آپ نے اس طرح بغیر اجازت کے کوئی خرچ کیا تو میں منظور نہیں کروں گا۔ اب تک میں برداشت کرتا چلا آرہا ہوں لیکن آئندہ سے یہ نخرے برداشت نہیں ہوں گے۔ اس لئے پہلے تحریری اجازت لیں اپنے افسران سے پھر خرچ کریں۔

پھر ایک مستقر سے یعنی جس جگہ پر مقرر تھے وہاں سے بغیر اجازت کے غائب ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ ۳/دسمبر ۱۹۸۶ء تحریراً انہیں اس بات کی بھی تنبیہ کرنی پڑی۔ یہ پہلے ۶ مہینے کے شگوفے ہیں جو انہوں نے یہاں چھوڑے اور جن کے اوپر جماعت نوٹس تو لیتی رہی لیکن ان سے مغفرت کا سلوک رہا۔ جس کی وجہ میں نے بیان کی ہے کہ میں یہ چاہتا تھا کہ اس نوجوان کی اصلاح ہو جائے اور جس حد تک محفوظ طریقے سے اس سے کام لیا جا سکتا ہے اس سے کام لیا جائے۔ ۱۹۸۶ء میں ہی ان کو ایک نہیں بلکہ بار بار تنبیہات بھی کرنی پڑیں کہ آپ اپنے افسران کی نہ صرف حکم عدولی کرتے ہیں بلکہ واضح بدتمیزی سے کام لیتے ہیں اور یہ بات نا قابلِ برداشت ہے۔ اس لئے آپ کو اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

۱۹۸۷ء کے آغاز میں مصر سے بھی احتجاجی خط موصول ہوئے کہ یہ صاحب جو ہم سے خط وکتابت کر رہے ہیں، مہربانی فرما کر ان کو روک لیں آپ اور ذریعہ اختیار کر لیں لیکن ان صاحب کو بیچ میں نہ ڈالیں تو تین بڑی عرب جماعتیں ہیں اور تینوں نے احتجاج کر کے ان کو جماعت کی نمائندگی سے رکوا دیا۔ یہ ہیں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب جن کے اوپر یہ غیر احمدی مُلّاں جو جماعت کے معاند ہیں بڑی شوخیاں دکھا رہے ہیں اور شیخیاں بگھار رہے ہیں کہ اتنا بڑا معرکہ انہوں نے سر کیا ہے۔ اس شخص کو انہوں نے قابو کر لیا ہے۔

اب آگے سُنئے ! عدم تعاون اور افسران سے نافرمانی کے رویے کے متعلق وکیل التبشیر نے پھر ان کو ۲۷/ مئی کو سختی سے نوٹس دیا کہ آپ اس سے باز نہیں آ رہے اپنے رویے کو ٹھیک کریں ورنہ ہمیں آپ کو فارغ کرنا پڑے گا۔ ۱۸/ جولائی ۱۹۸۷ء کو پھر مجھے تنبیہہ کرنی پڑی۔ پھر ۳۱/ مئی ۱۹۸۸ء کو ان کی بار بار کی کجیوں کی وجہ سے بالآخر جب مَیں نے سمجھایا اور بہت اچھی طرح قرآن کریم اور حدیث اور سُنت کے حوالے دے کر سمجھایا کہ آپ اپنی اصلاح کریں۔ مَیں بار بار آپ سے عفو کا سلوک محض اس لئے کر رہا ہوں کہ آپ کی اصلاح ہو جائے لیکن آپ باز نہیں آ رہے اس پر بھی ان کا معافی کا خط مِلا جو ہمارے ریکارڈ میں موجود ہے۔

رسالہ التقویٰ کا ان کو مدیر بنایا گیا لیکن رسالہ التقویٰ میں بھی انہوں نے بعض ایسی حرکتیں شروع کیں اور بار بار کی نافرمانیاں شروع کیں کہ جس کے نتیجے میں ۷/ مارچ ۱۹۸۹ء کو ان کو رسالہ کی ادارت سے بھی فارغ کر دیا گیا۔ یہ ہیں معتمد صاحب جن کے سپرد جو کام کئے بالآخر واپس لینے پڑے۔ یہاں تک کہ رسالہ کی ادارت سے بھی یہ فارغ کر دیئے گئے۔ ایک کام خطبات کے ترجمے کا تھا وہ یہ صرف کرتے تھے لیکن سیریا (Syria) سے خطبات کے ترجموں کے متعلق بھی احتجاج موصول ہوا اور ایک صاحب ہیں جو انگریزی دان بھی ہیں اور بہت اچھے عربی ادیب ہیں۔ اُنہوں نے مجھے لکھا کہ یہ خطبہ! یہاں میں نے اس کی اشاعت روک دی ہے کیونکہ بعض دفعہ مجھے انگریزی کا ترجمہ بھی پہنچا ہے، عربی ترجمہ بھی پہنچا ہے اور مجھے یہ احساس ہے کہ انہوں نے اصل مضمون سے واضح طور پر انحراف کیا ہے اور غلط تأثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ان کے ترجمے کے اوپر بھی پھر میں نے دوبارہ ہدایت کی کہ اب کڑی نظر رکھی جائے، جب تک پورا ترجمہ ہمارے بعض احمدی علماء جو خدا کے فضل سے عربی کا بہت ملکہ رکھتے ہیں اور یہاں موجود ہیں وہ نظر نہ ڈال لیں اس وقت تک ان کے ترجمے کو بھی اب استعمال نہ کیا جائے۔ یہ ۷/ مارچ ۱۹۸۹ء کا واقعہ ہے۔ یہ آخری کام جب ان سے واپس لے لیا گیا تو پھر انہوں نے بغض اور پر پُرزے نکالنے شروع کئے جن پر ہم براہ راست اس طرح تو نظر نہیں رکھ سکتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مختلف ذرائع سے یہ اطلاعات بھجوانے کا انتظام فرما دیا کہ اس کے بعد انہوں نے اپنے بغض کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ یہ پروپیگنڈا شروع کیا بعض نو احمدیوں میں کہ جماعت جو ہے یہ پاکستانیت کو دوسروں پر مسلط کر رہی ہے۔ اس واسطے

Racialism کا بہانہ بنا کر جب لوگوں سے انہوں نے دیکھا کہ کچھ توقع ہے کہ وہ ہاں میں ہاں مِلائیں گے ان سے پھر یہ بات کرنا شروع کی اسی تین مہینے کے عرصے میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق مجھے شک ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئیں اور اس رنگ میں ان کو انہوں نے بدکانا شروع کیا۔ جب اس کی اطلاع جون میں یعنی تین مہینے کے اندر اندر ایک ایسے شخص کے ذریعے پہنچی جو پوری طرح گواہ بن گیا جس نے تحریری طور پر یہ اطلاع دی کہ مجھ سے اس نے یہ یہ باتیں کی ہیں تو اس پر ان پر کمیشن مقرر کیا گیا جس کے صدر ایک نہایت مخلص عرب مصری احمدی تھے، بشیر احمد خاں صاحب رفیق اس بورڈ کے ایک ممبر تھے اور عبدالرحیم صاحب ماریشس والے ایک ممبر تھے، انہوں نے متفقہ طور پر یہ رپورٹ پیش کی کہ یہ شخص منافق ہے، جھوٹ بولتا ہے اور ہرگز اس لائق نہیں کہ ایک منٹ بھی اس کو جماعت کے کسی کام پر رکھا جائے۔ اس لئے ہم متفقہ سفارش کرتے ہیں کہ جب کہ اس کے جرائم ثابت ہیں اور بار بار کی مغفرت اور عفو کے سلوک نے ایک ذرہ بھی اصلاح پیدا نہیں کی اس لئے اس کو فوری طور پر فارغ کر دینا چاہئے۔

۷/جون کو میں نے کمیشن مقرر کیا ہے اسی روز ۷/جون کو انہوں نے تحریری طور پر مجھے لکھا اور یہ خط ہمارے پاس محفوظ ہے کہ میں بہت شرمندہ ہوں کہ اپنے شکوک کا اظہار نہ کبھی آپ سے کیا نہ علمائے سلسلہ سے بات کی۔ تحریر تو لمبی ہے یہ ایک فقرہ یاد رکھنے کے لائق ہے تاکہ میں اس پر بعد میں تبصرہ کر سکوں۔ اخبارات میں انہوں نے یہ بیان دیا کہ جماعت احمدیہ کے متعلق مجھے بڑی مدت سے شکوک پیدا ہو رہے تھے جب میں (میرا نام لے کر) کہ اس کے سامنے ان کو پیش کرتا تھا تو وہ تسلی بخش جواب نہیں دے سکتے تھے۔ بالآخر میں نے آمنے سامنے کر کے چیلنج کیا کہ یہ جماعت جھوٹی ہے اور اس کے باوجود وہ مجھے مطمئن نہ کر سکے تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب میں جماعت کو چھوڑ دیتا ہوں اور یہ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ۷/جون ۱۹۸۹ء کا ہے کہ میں شرمندہ ہوں کہ اپنے شکوک کا اظہار نہ کبھی آپ سے کیا، نہ علمائے سلسلہ سے یہ بات کی۔ اب اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنا بڑا معرکہ مارا گیا ہے جو ایسے شخص کو اپنی تحریر سے واضح طور پر قطعی جھوٹا ثابت ہے اور بددیانت ثابت ہے اور منافق ثابت ہے۔ اس کو انہوں نے جیت لیا ہے۔

رہا منظور چنیوٹی صاحب کا یہ دعویٰ کہ میری تبلیغ سے یہ مشرف بہ اسلام ہوا ہے تو اس تحریر

سے ہی ثابت ہے کہ اس حد تک وہ ان کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوا ہے۔ حیرت انگیز بات ہے۔ جماعت جو کچرا باہر پھینکتی ہے اس کو یہ سینے سے لگا لیتے ہیں اور پھر اعلان کرتے ہیں کہ ہماری فتح ہوئی، ہمارا غلبہ ہوا۔

اب میں منظور چنیوٹی صاحب کے مباہلے کی حیثیت آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اسی شخص کے متعلق۔ مولانا منظور چنیوٹی صاحب ۲۲/ نومبر ۱۹۸۹ء کو یعنی پچھلے مہینے کی ۲۲ تاریخ کو یہ اعلان کرتے ہیں جو پاکستان کے اخباروں میں شائع ہوا۔ میں نے یہ اقتباس نوائے وقت سے لیا ہے۔

''مرزا طاہر احمد نے دُنیا بھر کے مسلمانوں کو جو دعوت مباہلہ دی تھی
(الفاظ غور کے لائق ہیں ...... دُنیا بھر کے مسلمانوں کو جو دعوت مباہلہ دی تھی)
اس کا پہلا نتیجہ حسن عودہ ہے۔''

جو دعوت مباہلہ ۱۰/ جون ۱۹۸۸ء کو پچھلے سال دی گئی تھی اور اس کا سال ۹/ جون ۱۹۸۹ء کو ختم ہو رہا تھا اس لئے وہ سارے ملّاں جھوٹے ہو گئے۔ ان کے نزدیک جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ اس عرصے میں ہماری تائید میں نشان ظاہر ہوئے ہیں اور مرزا طاہر احمد اور جماعت کی تائید میں کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا اور اس مباہلے کی تاریخ گزرنے کے پانچ مہینے بعد منظور چنیوٹی صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ پہلا نشان ظاہر ہوا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ جس وقت یہ اقرار ہے اس سے پہلے خود ان کے ذاتی مباہلے کی تاریخ ۱۵/ ستمبر کو ختم ہو چکی تھی لیکن بہرحال یہ ارتداد تو چونکہ اس سے پہلے کا ہے۔ ارتداد بھی نہیں کہنا چاہئے اس کی تفصیل میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ان صاحب کو جب ہم نے فارغ کیا ہے اور حکم دیا کہ یہاں سے واپس چلے جائیں تو اس وقت یہ سزا پانے کے بعد جماعت سے علیحدہ ہوئے ہیں۔ ہمارے ردّ کرنے کے بعد گئے ہیں اس لئے اس ارتداد کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہوا کرتی جس کو آپ نکال کر پھینک دیں اس کا ارتداد کیا اور عدم ارتداد کیا۔ جس کو ہم نے قبول ہی نہیں کیا، جس کی بیعت ہی فسخ کر دی، اس کا بعد میں یہ کہنا کہ میں مرتد ہوں بالکل بے معنی اور بے حقیقت ہے۔

اچھا اب یہ اعلان ہے کہ دُنیا بھر کے مسلمانوں کو جو دعوت مباہلہ دی تھی، اس کا پہلا نتیجہ حسن عودہ ہے۔ سبحان اللہ کیا نتیجہ ہے یہ؟ کتنا عظیم الشان عالمگیر نشان ان کے حق میں ظاہر ہوا ہے۔

جماعت احمدیہ کے حق میں تو یہ سال ایسا رحمتوں اور برکتوں کا سال گزرا ہے کہ یوں لگتا تھا کہ ایک لیلۃ القدر ہے جو سارے سال پہ پھیل گئی ہے۔ پہلا سال ہے جس میں کم و بیش ایک لاکھ بیعتوں کا تخمینہ ہے۔اس میں سے اکثر پوری ہو چکی ہیں اور باقی وقت ابھی باقی ہے۔میں اُمید رکھتا ہوں کہ یہ سال ختم ہونے سے پہلے ایک لاکھ تک احمدی ہو چکے ہوں گے یعنی اس سال کے اور سینکڑوں علماء ہیں۔سینکڑوں جو اپنی مساجد اور اپنی جماعتوں سمیت داخل ہوئے ہیں اور وہ اپنے ہاں ’’مَــرجُــو‘‘ لوگ تھے،ان سے اعلیٰ توقعات تھیں۔علاقے میں اچھی شہرت رکھنے والے لوگ تھے،ایسے نیک تھے کہ جب انہوں نے اعلان کیا کہ جماعت سچی ہے تو ساری قوم ان کے ساتھ آئی ہے اور اس کے مقابل پر یہ پہلا نشان ان کے حق میں ظاہر ہوا ہے۔

اور آگے سُنئے !اب میں اسی نشان کو منظور چنیوٹی صاحب کے جھوٹا ہونے کے نشان کے طور پر پیش کرتا ہوں۔حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے جب عبداللہ آتھم نے بعض لولے لنگڑے پیش کئے تھے کہ ان کو اچھا کر کے دعویٰ مسیحیت کی صداقت کا ثبوت دو تو حضرت مسیح موعودؑ نے ان لولے لنگڑوں کو واپس ان کے سامنے پیش کر دیا تھا کہ میری صداقت کا ثبوت تو بعد میں آئے گا تم پہلے اپنی مسیحیت کی سچائی کا ثبوت دے دو تو میں یہی لولا لنگڑا جو انہوں نے میرے حضور پیش کیا ہے میں واپس مولانا کے پاس بھیجتا ہوں کہ اب اس کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر ظاہر کر کے دکھا دیں۔دنیا کو بتا دیں کہ کس طرح یہ شخص آپ کی صداقت کا نشان ہے۔

منظور چنیوٹی صاحب نے ۲۱؍ جون ۱۹۸۸ء کو اعلان کیا کہ (یہ اخبار کی خبر ہے روزنامہ امروز میں ۲۱؍ جون ۱۹۸۸ء کو شائع ہوئی۔میں ان کے الفاظ میں پڑھتا ہوں):

> ’’مولانا منظور احمد چنیوٹی نے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کو چیلنج مباہلہ قبول کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے مرزا طاہر احمد کے باپ دادا اور بھائی کو دعوت مباہلہ دی تھی۔‘‘

اب میں پوچھتا ہوں کہ اپنے اس نئے چیلے سے گواہی لیں کہ کیا آپ نے کبھی میرے دادا کو مباہلے کا چیلنج دیا تھا۔اگر یہ گواہی دے دے تو وہ سارے عرب احمدی،جن کو یہ پھسلانے کی ناکام کوشش کر چکا ہے اس پر لعنت ڈالیں گے اور کھڑے ہو جائیں گے اور کہیں گے تم جھوٹ بولتے ہو۔وہ تو پیدا بھی

نہیں ہوا تھا جب حضرت مسیح موعودؑ وفات پا چکے تھے۔اس نے کہاں سے حضرت مسیح موعودؑ کو مباہلے کا چیلنج دے دیا اس لئے ایک یہ گواہی اس سے لے کے دکھائیں۔

پھر منظور چنیوٹی صاحب نے اعلان کیا جو جنگ لندن ۲۱؍ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو شائع ہوا کہ

''اگلے سال ۱۵؍ ستمبر تک میں تو ہوں گا، قادیانی جماعت زندہ نہیں رہے گی''۔

اپنے اس مباہلے کے نشان سے یہ گواہی دلوا دیں کہ آج واقعی دُنیا میں کہیں احمدی جماعت کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ پھر ۱۹؍ اگست ۱۹۸۹ء کو خود ہی اس اعلان کو یاد کر کے ان کو خیال آیا کہ یہ تو دُنیا کہے گی تم جھوٹے ہو گئے تو میں کیوں نہ اعلان کر دوں کہ جماعت ختم ہو چکی ہے۔ چنانچہ ۱۹؍ اگست ۱۹۸۹ء کو ملت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ منظور چنیوٹی صاحب نے بیان دیا ہے کہ

''سلطنت برطانیہ کی طرح جماعت احمدیہ کا سورج بھی غروب ہو چکا ہے۔ کسی ملک میں اس کا کوئی وجود نہیں''۔

اب اپنے اس نئے چیلے سے جو خدا نے آپ کو نشان کے طور پر دیا ہے یہ گواہی لے دیں کہ کیا دُنیا کے کسی مُلک میں احمدیت کا کوئی وجود نہیں رہا اور اپنے والدین اور اپنے دیگر بزرگوں کے متعلق خصوصیت سے گواہی دیں کہ ان کا کیا حال ہے۔ پھر اخبار مین ان کا اعلان شائع ہو گیا ہے کہ مولوی جو یہ کہتے تھے کہ چھ سو احمدی، اسرائیلی فوج میں بھرتی ہیں اس کے متعلق جب اخبار نویس نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا نہیں ایک بھی احمدی فلسطین میں اسرائیلی فوج میں نہیں ہے اور یہ اعلان کر کے منظور چنیوٹی کے جھوٹے ہونے پر مہر ثبوت پہلے ہی ثبت کر چکے ہیں۔

ایک جھوٹی بات تو ایسی ہے جس کا شاید یہ کہیں کہ مجھے علم نہیں مگر بہر حال آپ کی دلچسپی کے لئے بیان کر دیتا ہوں۔ یہ اعلان ان کا جنگ لندن ۳۰؍ جولائی ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا کہ ''یہ بات سرکاری ریکارڈ میں موجود ہے کہ ''ربوہ میں حکومت پاکستان کے افسروں نے چھاپہ مار کر اسلحہ کے بے شمار ذخائر کا سراغ لگا لیا ہے''۔

اس لئے یہ بھی مَیں نے رکھا تھا کہ ان سے پوچھوں مگر چونکہ اس کا تعلق ربوہ سے ہے اس لئے کہیں گے کہ مجھے علم نہیں۔ منظور چنیوٹی صاحب کسی وقت ثابت کر دیں تو ہم ان کے ممنون ہوں گے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے اوپر ایک یہ بہتان باندھا کہ ''قادیان عرصہ دراز سے یہ

پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ چودھویں صدی آخری صدی ہے اور اس کے بعد کوئی صدی نہیں ہے''۔ جو پروپیگنڈا خود مولوی کیا کرتے تھے وہ جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کر دیا۔ اب یہ صاحب، حسن عودہ صاحب اپنے اس نئے پیر کے حق میں گواہی دیں کہ ہاں میں بھی یہی پروپیگنڈا کیا کرتا تھا اور میرا یہی ایمان تھا۔

پھر منظور چنیوٹی صاحب نے یہ اعلان کیا کہ ''مجاہد اسلام اسلم قریشی کی گمشدگی کے سلسلے میں مرزا طاہر کو شامل تفتیش کیا جائے انہوں نے کہا کہ ہم نے حکومت کو چھ آدمیوں کے نام تفتیش کے لئے دیئے تھے جن میں مرزا طاہر احمد بھی شامل ہے۔ اگر ان چھ میں ملزم برآمد نہ ہو تو ہم سرِ بازار گولی کھانے کو تیار ہیں''۔

تو عودہ صاحب سے گواہی لیں کہ ہاں آپ نے بالکل سچ فرمایا تھا اور بہت سچے آدمی ہیں اور یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مرزا طاہر احمد نے اس کو اغواء کروا کے قتل کروا دیا تھا۔ عودہ صاحب کی گواہی تو بعد میں آئے گی۔ اس سے پہلے ان کے ایک سابق یار اور اسی قماش کے ایک مولوی کا بیان میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں جن کا نام مولانا اللہ یار ارشد صاحب ہے۔ مساوات لاہور ۴/نومبر ۱۹۸۸ء کو (یہ اس سے کچھ پہلے کا عرصہ ہے جب انہوں نے یہ اعلان کیا کہ میرے حق میں عظیم الشان نشان ظاہر ہو چکا ہے۔) جو ان کے حق میں نشان ظاہر ہوا تھا وہ وہاں ہوا ہے یہاں نہیں ہوا وہ نشان یہ تھا کہ اللہ یار ارشد صاحب نے اعلان کیا کہ

''مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ختم نبوت کے نام کو بیچ کر قوم سے ووٹ حاصل کئے اور پنجاب اسمبلی میں جو مذموم کردار ادا کیا، وہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے رسوائی کا سبب بن گیا۔ (پوری ملت اسلامیہ کے لئے رسوائی کا سبب بنا۔) انہوں نے کہا کہ یہ شخص مذہب کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے اور فتویٰ بازی اس کا مشن ہے۔ انہوں نے کہا کہ قوم کے ساتھ یہ دھوکہ بازی ہم ہرگز نہیں چلنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جھوٹ اس کا مشن ہے، دھوکہ اس کا پیشہ ہے۔ پنجاب اسمبلی میں معافی مانگ کر اس شخص نے ختم نبوت کے پروانوں

کے سروں کو جھکا دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے نام پر قوم سے چندہ بٹور کر اس نے اپنی ذاتی جاگیر اور ڈیرے بنائے ہوئے ہیں''۔

(مساوات لاہور ۴/ نومبر ۱۹۸۸ء)

یہ ہے نشان مباہلے کا۔اس نشان کو چھپا گئے ہیں اور جو نشان بنتا ہی نہیں اگر بنتا ہے تو اور رنگ میں یعنی ان کے مباہلہ ہارنے کا نشان بنتا ہے۔اس کو یہ اپنے حق میں پیش کر رہے ہیں۔

اب میں کچھ اور امور مختصراً منظور چنیوٹی صاحب کو یاد کرواتا ہوں تا کہ اپنے اس مرید سے وہ کچھ گواہیاں لے کر اپنے حق میں شائع کروا دیں۔ یہ کہتے ہیں کہ مباہلہ جس کو انہوں نے قبول کیا، جس کے نتیجے میں یہ کہتے ہیں کہ عودہ مجھے ایک نشان کے طور پر ملا ہے۔اس مباہلے میں بہت سی باتیں میں نے پیش کی تھیں کہ علماء سراسر جھوٹے الزام جماعت پر لگاتے ہیں۔ بالکل جھوٹ ہے۔خدا گواہ ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے اور **لعنة الله علی الکاذبین** کے بعد میں نے اس مضمون کو ختم کیا۔اس میں سے چند الزامات آج میں مثال کے طور پر دُہرا رہا ہوں۔ چونکہ منظور چنیوٹی صاحب نے اس مباہلے کو قبول کیا ہوا ہے اس لئے اب ان کا فرض ہے کہ ان کے نزدیک جو ان کے حق میں نشان ظاہر ہوا ہے اس سے ان باتوں میں گواہی لے لیں۔اس میں لکھا ہوا تھا کہ جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود نعوذ باللہ خدا تھے۔ جماعت احمدیہ کے عقیدے کے مطابق خدا کا بیٹا تھے۔ جماعت احمدیہ کے عقیدے کے مطابق خدا کا باپ تھے۔ یہ تین الزام جو مولوی جماعت پر دھرتے ہیں یہ میں نے مباہلے میں ذکر کئے ہیں اور **لعنة الله علی الکاذبین** پر اس بات کو ختم کیا۔

اب یہ اپنے اس نئے چیلے سے گواہی لے کر بتائیں کہ یہ جب تک یہ شخص ان کے نزدیک توبہ کر کے ''مشرف بہ اسلام'' نہیں ہوا کیا اس کا حضرت مسیح موعود کے متعلق یہی عقیدہ تھا کہ آپ خدا تھے، خدا کا بیٹا تھے، خدا کا باپ تھے اور کیا اس کے باقی عزیزوں اور رشتے داروں کا، اس کے والدین کا اب تک یہی عقیدہ ہے۔

پھر اس میں ایک الزام یہ بھی درج تھا کہ ''جماعت احمدیہ کے نزدیک تمام انبیاء سے حضرت مسیح موعود حتّی کہ بشمول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل اور برتر تھے''۔اب چنیوٹی صاحب اپنے اس مرید سے گواہی لیں کہ واقعۃً اس کا ''مشرف بہ اسلام'' ہونے سے پہلے یہی عقیدہ

تھا اور کیا اس کے عزیزوں اور بزرگوں کے اب تک یہی عقائد ہیں؟

پھر اس میں ایک الزام درج تھا کہ ''ان کی عبادت کی جگہ عزت و احترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے''۔ اب یہ اس گواہ سے گواہی لے کر بتائیں کہ واقعۃً جب تک ''یہ مشرف بہ اسلام'' نہیں ہوا اس وقت تک اس کا یہی عقیدہ تھا کہ جماعت احمدیہ کی عبادت گاہیں عظمت اور احترام کے لحاظ سے خانہ کعبہ کے برابر ہیں۔

پھر ان الزامات میں ایک یہ بھی تھا کہ ''بانی سلسلہ احمدیہ نے شرعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور نئی شریعت لے کر آئے اور قرآن کریم کے مقابل پر احمدیوں کی کتاب تذکرہ ہے جسے وہ قرآن کے ہم مرتبہ قرار دیتے ہیں''۔ پوچھیں اب اس گواہ سے، یہ اعلان کرے چنیوٹی صاحب کی صداقت کا کہ واقعۃً جب تک میں منظور چنیوٹی صاحب کے ہاتھ پر تائب ہو کر ''مشرف بہ اسلام'' نہیں ہوا، میرا یہی عقیدہ تھا کہ بانی سلسلہ احمدیہ شرعی نبی ہیں اور نئی شریعت لے کر آئے ہیں اور وہ نئی شریعت کی بھی نشاندہی کرے کہ کون سی نئی شریعت لے کر آئے ہیں اور پھر یہ بھی بتائے کہ ہاں میرے والدین اور میرے دیگر بزرگ ابھی تک اسلام کے سوا اس نئی شریعت پر کاربند ہیں۔

پھر یہ بھی دعویٰ تھا کہ احمدیوں کا کلمہ الگ ہے مسلمانوں والا نہیں۔ وہ کلمہ پڑھ کر سنائے۔ اعلان کرے چنیوٹی کے حق میں کہ ہاں یہ سچ کہا کرتا تھا اور واقعتاً کلمہ الگ ہے اور یہ کلمہ میں پڑھا کرتا تھا اور یہی کلمہ میرے بزرگ آج تک پڑھتے ہیں۔

پھر اس میں یہ الزام شامل تھا کہ ''جب احمدی مسلمانوں والا کلمہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھتے ہیں یعنی جب ظاہراً پڑھتے ہیں تو دھوکہ دینے کی خاطر پڑھتے ہیں اور محمدؐ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں''۔ اب یہ اس نشان سے گواہی لیں اور اس کا اعلان شائع کریں کہ یہ جب تک ''مشرف بہ اسلام'' نہیں ہوا حضرت رسول کریم ﷺ کا نام جب کلمہ میں پڑھتا تھا اگر پڑھتا تھا تو ہمیشہ اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیا کرتا تھا اور اس کے بزرگ آج تک یہی کام کرتے ہیں۔

پھر اس میں یہ الزام تھا کہ ''احمدیوں کا خدا وہ خدا نہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کا اور قرآن کا خدا ہے''۔ گواہی دے اب یہ نشان کہ واقعۃً جب تک میں نے توبہ نہیں کی میرا خدا وہ خدا نہیں تھا جو

محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کا خدا ہے۔

پھر یہ الزام تھا کہ ’’ قادیانی جن ملائکہ پر ایمان لاتے ہیں وہ ملائک نہیں جن کا قرآن وسنت میں ذکر ملتا ہے‘‘۔ اب یہ اعلان کرے کہ ہاں واقعۃً میں گواہ ہوں میں نے بطور قادیانی کے ایک مدت گزاری۔ میرا تصور ملائکہ کا بھی بالکل اور تھا اور قرآن وسنت میں وہ تصور نہیں ملتا۔

ایک الزام یہ بھی تھا کہ ’’نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کے ہمراہ مرزا طاہر احمد نے اسرائیل کا دورہ کیا‘‘۔ یہ اب وہ تاریخیں بتائے ورنہ اعلان کرے کہ منظور چنیوٹی جھوٹا، آخر تک جھوٹا ہے۔ وہ سراسر جھوٹے دعووں پر مبنی باتیں تھیں جن کو سچا بیان کرتے ہوئے اس نے مباہلے کو قبول کیا ہے۔ اب اس کی شرافت، اس کے اخلاق، اس کی سچائی کا بھی امتحان ہو جائے گا۔ اگر خدا کے خوف کا کچھ ایک بیج بھی اس میں باقی ہے تو کسی قیمت پر خدا کی اس لعنت کو قبول نہیں کرے گا کہ برسر عام کھڑے ہو کر یہ اعلان کرے کہ یہ ساری باتیں وہ ہیں جو احمدیوں کے عقائد میں شامل ہیں۔ جو میرے بھی عقیدے ہوا کرتے تھے جو آج تک میرے ماں باپ کے عقیدے ہیں اور اگر اس میں شرافت کا بیج ہے تو پھر اس کا یہ فرض ہے کہ اب اعلان کرے کہ اے میرے نئے استاد! اے میرے نئے پیر! میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑ کر جو تیرے ساتھ، تیرے دامن کو پکڑا ہے اور تیرے پاؤں کو چھوا ہے میں اعلان کرتا ہوں تو سرتا پا جھوٹ ہے۔ تیری ہر بات جھوٹی، تیرا ہر دعویٰ جھوٹا ہے اور جماعت احمدیہ کے متعلق جو تو آج تک اعلان کرتا آیا ہے اور تشہیر کرتا آیا ہے میں گواہ ہوں کہ اس میں سے ایک ایک لفظ جھوٹا تھا اور اس میں سچائی کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ اب اس لولے لنگڑے سے گواہی لیں یا اس کو چھپالیں تیسرا کوئی حل اس کا مجھے نظر نہیں آتا۔ اگر ان کے نزدیک کوئی حل ہے تو وہ پیش کر کے دکھائیں۔

پس جس نشان کو انہوں نے اپنی صداقت بنا کر پیش کیا ہے، تمام دنیا کی جماعت اس بات پر گواہ ہو گئی ہے اور اب تمام دنیا اس بات پر گواہ ٹھہرے گی۔

عودہ کے Reaction کے بعد کہ ہاں منظور چنیوٹی جھوٹا نکلا اور یہ نشان اس کے حق میں ظاہر نہیں ہوا بلکہ اس کے جھوٹ کو دنیا میں ظاہر کرنے کے لئے ظاہر ہوا ہے۔ اگر یہ شخص اس عرصے میں، تھوڑے عرصے میں ہی اپنی بدنصیبی اور بدبختی میں اتنی ترقی کر چکا ہے کہ ان ساری باتوں

پر صاد کر دے گا اور کہہ دے گا کہ ہاں میرا یہی عقیدہ ہوا کرتا تھا اور میرے ماں باپ کا یہی عقیدہ ہوا کرتا تھا تب بھی منظور چنیوٹی کے اوپر یہ لعنت پڑ جائے گی کیونکہ جن عرب احمدیوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس کو استعمال کیا جا رہا ہے وہ سارے اس پر اور اس نئے مرشد پر لعنتیں ڈالیں گے وہ کہیں گے کہ جھوٹ بولتا ہے، جھوٹ بولتا ہے۔ ہم گواہ ہیں اور دنیا کے ایک کروڑ احمدی گواہ ہیں کہ ہرگز جماعت احمدیہ کے یہ عقائد نہیں تھے اور جماعت احمدیہ کو از راہ ظلم و تعدی محض افتراء کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اس لئے جماعت احمدیہ کو مطمئن ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس عظیم الشان سال میں اگر کوئی نشان ظاہر ہوا ہے تو بار بار جماعت احمدیہ کی صداقت کا نشان ظاہر ہوا ہے۔ اگر خدا کی طرف سے آسمان سے کوئی روشنی اُتری ہے تو وہ جماعت احمدیہ کی صداقت کو روشن تر کر کے دکھانے کے لئے اُتری ہے۔ اگر فضل نازل ہوئے ہیں تو احمدیوں کے شانوں پر فضل نازل ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ تمام دنیا میں ترقی پر ترقی کرتی چلی جا رہی ہے اور اس تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے کہ اس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی۔ یہ نشان ہیں جو حقیقۃً خدا کی طرف سے ظاہر ہوئے ہیں اور جو نشان اس کے برعکس بتائے جا رہے ہیں وہ دراصل ہمارے دشمن کی ذلّت کے نشان ہیں اس کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔